

**مشرح :** آم بہشت کے راستے پر چلنے والے مسافر کا زادِ راہ ہے۔  
طوبیٰ اور سدرہ کے کلیجے کا ٹکڑا ہے۔

پہلے مصرع کا مطلب : بخود صاحب نے یہ قرار دیا ہے کہ اگر کوئی شخص آم کھاتے کھاتے مر بھی جائے تو سیدھا جنت میں جائے گا۔

**۲۵-۲۶۔ مشرح :** آم کا درخت خوب پھولا پھولا اور پتوں سے لدا پھندا رہتا ہے۔ گویا بہار نے اس درخت کو خاص ناز و نعمت سے پالا ہے۔ آم میں پھل تو خاص وقت ہی پر آتا ہے لیکن بلاشبہ خزاں میں بھی یہ پتوں سے خالی نہیں ہوتا۔ پتے یقیناً جھڑتے ہیں، لیکن اس طرح کہ ساتھ ساتھ پتے نکلنے آتے ہیں اور شاخیں بدستور سبز رہتی ہیں۔

خصوصاً وہ آم، جو آسانی سے ہاتھ نہیں آسکتا اور بازار میں نہیں کہتا۔ وہ سلطان یعنی شہزادے کے باغ کا نیا پھل ہے۔ سلطان سے مراد شہزادہ ولی عہد ہے اور بادشاہ وقت کے تمام شہزادے "سلطان" ہی کہلاتے تھے، جس طرح عام شہزادے "سلاطین" کہلاتے تھے۔

**۲۶-۳۰۔ مشرح :** وہ جو ولایتِ عہد کا والی، یعنی سلطنت کا ولی عہد ہے اور جس کے عدل و انصاف سے زمانے کی حمایت ہو رہی ہے۔ وہ شہزادہ فخر الدین، جس سے جاہ و جلال کی عزت و شان قائم ہے۔ وہ شہزادہ جو فطرت کی زینت، اور کمال کا حسن و جمال ہے۔

فخر دین سے یہاں دین کا فخر بھی مراد لیا جاسکتا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ غالب کے مدوح شہزادہ فخر الملک عرف مرزا فخر و کا اصل نام تھا، یعنی غلام فخر الدین، اس لیے یہاں وہی مراد ہے۔

کہتے ہیں کہ غلام فخر الدین سے جاہ و جلال نے عزت اور شان پائی۔ اسی سے طبیعت کو زینت حاصل ہوئی، اسی سے کمال کو نور ملا۔

وہی دین، سلطنت اور نصیب کا کارِ مرزا ہے، یعنی قیضوں کے معاملات اسی